رجسٹرڈ ڈائیں نمبر ۹۶۶

بشارت دہی کہ اک بیٹا ہے تیرا — جو ہوگا ایک دن محبوب میرا
کروں گا دور اُس مہ سے اندھیرا — دکھاؤں گا کہ اک عالم کو پھیرا
بشارت کیا ہے اک دل کی تمنا دی — فسبحان الذی اخزی الاعادی

Digitized by Khilafat Library Rabwah

پہلا ہفتہ وار اخبار جو ہر جمعہ کو قادیان دارالامان سے شائع ہوتا ہے

فاروق

ایڈیٹر و پروپرائیٹر ایم قاسم علی

جلد ۴ | یوم پنجشنبہ مورخہ ۲۳ جنوری سنہ ۱۹۱۹ء | نمبر ۳

سلسلہ کی خبریں

حضرت فضل عمر ایدہ اللہ بنصرہ خلیفۃ المسیح خدا کے فضل سے بخیریت ہیں۔ اور روز افزوں صحت میں ترقی ہے ۔۔۔ ۱۹۰۷ء

مولوی ثناء اللہ امرتسری کا وہ پرچہ اخبار مورخہ ۲۶ اپریل جو امرتسری کی پردہ دری اور اس کو ذلیل کرنے کا زبردست حربہ ہے۔ اور جو بالکل نایاب تھا۔ خدا کے فضل سے اس کو خاکسار ایڈیٹر فاروق نے سطر بہ سطر صفحہ بصفحہ مطابق اصل کے طبع کرایا ہے۔ جسمیں ایک حرف بالفظ تک آگے پیچھے یا کم و بیش نہیں۔ عین مطابق اصل کے ہے۔ احباب اس کو منگا کر اپنے پاس رکھیں قیمت بہر ہے

مولود مسعود۔ شب جمعہ ۱۰ ماہ رواں کو ایک بجے کے بعد اخویم محترم قاضی اکمل صاحب کے گھر میں خدا تعالیٰ نے فرزند سوم عطا فرمایا ہے۔ جس کا نام عبد المنان سلمہ الرحمن رکھا گیا ہے

غطریف کا ابا اور میں

میں نے اک روز یہ غطریف کے ابا سے کہا
مہدیٔ وقت کی بیعت میں تمہیں عذر ہی کیا
ہنس کے کہنے لگا کیا فائدہ؟ فرمائیے گا
آتشِ شوق سے دل کو مرے گرمائیے گا
کلمہ پڑھتا ہوں بس مجھ کو یہی کافی ہے
اور امراضِ دلی کا تو خدا شافی ہے
میں نے سمجھایا کہ غطریف کے ابا سوچو
اپنی داڑھی کو نہ تم اپنے ہی ہاتھوں نوچو
کلمہ پڑھتے ہو جس کا یہ وہی آیا ہے
یعنی احمد میں محمد مدنی آیا ہے

وہ جو بعثت تھی مقدر جمعہ سورت میں
ان کمالات کا جامع کسی خوش صورت میں
دیکھ لو وعدہ وہ پورا بشب قدر ہوا
آخرِ کار ہلالِ سلعی بدر ہوا

فیجِ اعوج ہے شب تار اندھیری سے بچو
کیوں مصیبت میں پڑو یار اندھیری سے بچو
چاند کی چاندنی ٹھنڈی ہے ادھر آ بیٹھو
پھاڑ کھائے گا درندہ کوئی گھر آ بیٹھو
صحنِ گلشن بھی ہے وہ چیز بھی ہے ساقی بھی
یعنی خمخانۂ بشرب کی مئے باقی بھی
اب یہ قسمت ہے تمہاری کہ ملے یا نہ ملے
ہم نے بتلا دیا اکمل کوئی لے یا کہ نہ لے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بشارت ہو کہ نکلا احمدی پھر نوجوان ہو کر

گذشتہ سال میں خاکسار خادم سلسلہ ایڈیٹر فاروق نے یہ تجویز پیش کی تھی۔ کہ آج کل پھر مخالفین و معاندین سلسلہ عالیہ احمدیہ بہت سر چڑھ کر منہ آنے لگے ہیں۔ اسواسطے ضرورت محسوس ہوتی ہے کہ رسالہ احمدی کو دوبارہ جاری کیا جائے۔ میری اس آواز پر بہت سے احباب نے جن کو احمدی سے دلی محبت اور تبلیغ سلسلہ کا قلبی جوش ہے۔ مبارکباد کے خطوط بھیجکر اجرار رسالہ کے واسطے زور سے تائید کی۔ اور خریداری کی درخواست بھی ساتھ ہی بھیجدی۔ ان سب دوستوں کے نام میں نے خریداران احمدی میں درج کر رکھے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کو اس ہمت کی جزا خیر دے۔ آمین۔ لیکن ہر امر خدا کے ارادہ اور مصلحت کے ماتحت ہوتا ہے۔ کل امر موہون باد تھا۔ احمدی کے واسطے کوئی ایسا محرک ہونا ضروری تھا۔ جس سے اس کی ضرورت زیادہ محسوس ہو سو آجی نثار نے سہارنپوری غول کے سر اٹھانے پر اور ان کی طرف سے ایک نہایت دجل و مکر سے بھرے ہوئے اشتہار حضرت اقدس مسیح موعود کے خلاف اخبار نور افشاں شائع ہونے پر مجھے توفیق عطا فرمائی کہ اب احمدی کو ضرور جاری کر دینا چاہیئے۔ سو خدا کے فضل پر بھروسہ کر کے سنہ رواں سے احمدی رسالہ کو دوبارہ جاری کرنے کا مصمم ارادہ کر لیا۔ اور احمدی کا سب سے پہلا نمبر ایک عظیم الشان حربہ دشمن ناکام پٹیالوی مرتد بدانجام اور اسکے حمایتی سہارنپوری نافرجام کے واسطے ہوگا یہ رسالہ ۳۲ صفحہ ماہوار کا سرورست نکلیگا۔ کیونکہ کاغذ وغیرہ بہت گراں ہے اور ہر ماہ کے شروع میں کسی غیر معین تاریخ پر شائع ہوا کریگا۔ جس طریق پر پہلے دہلی سے نکلتا رہا ہے۔ اسکی قیمت دو روپیہ سالانہ ہوگی معہ محصول ڈاک۔ اور یہ بھی التزام ہوگا۔ کہ اگر کوئی مضمون بجواب مخالفین اس حیثیت کا ہو کہ وہ سارے کا سارا ایک ہی دفعہ شائع کرنا مناسب سمجھا جائے۔ تو وہ ایکبار ہی نکالا جائیگا۔ خواہ رسالہ ۳۲ صفحہ سے زیادہ کا ہو جائے جسقدر زیادہ صفحات ۳۲ صفحہ سے علاوہ ہونگے وہ دوسرے نمبر میں محسوب ہو جائینگے۔ میری احباب سے صرف یہ شرط ہے کہ سال بھر میں ۳۸۴ صفحہ کی ایک جلد پوری کر دیجائیگی۔ بحساب ۳۲ صفحہ ماہوار۔ اور قیمت اسکی دو روپیہ اسلئے ہے کہ محصول ڈاک ہر پرچہ پر دو پیسہ صرف ہوگا۔ کوئی رعایت ڈاکخانہ سے نہیں لی جائیگی۔ لہذا یہ بشارت دی جاتی ہے کہ رسالہ احمدی دوبارہ جاری ہو گیا۔ اور وہ خدا کے فضل سے مخالفین کے حق میں پیام اجل ہی ہوگا۔ جس سے عبدالحکیم مرتد پٹیالوی کے نام لیوا زندہ درگور ہو جائینگے۔ انشاء اللہ۔ اور یہ جواب ہوگا۔ سہارنپوری مبلغین کے اس گندہ اشتہار کی پہلی سخت کا جو "خدائی فیصلہ" کے عنوان سے انہوں نے نہایت شرارت سے حال ہی میں شائع کیا ہے۔ احباب سے التماس ہے کہ وہ بہت جلد اس کی خریداری کی درخواستیں دفتر فاروق میں ارسال کر دیں۔ کیونکہ گرانی کاغذ و مصارف طبع وغیرہ کی وجہ سے یہ زائد نہیں چھپوایا جائیگا۔ قریب قریب اتنا ہی طبع ہوگا۔ جسقدر درخواستیں پہونچ جائینگی البتہ چندہ کی وصولی کے لئے یہ آسانی مناسب سمجھی گئی ہے۔ کہ دو روپیہ دو بار کر کے وصول کئے جائیں یعنے ششماہی وار چندہ لیا جائے۔ لہذا جو غیر مستطیع احباب ہیں۔ ان سے اسوقت صرف ایک روپیہ چھ ماہ کا چندہ لیا جائیگا۔ اور صاحب وسعت دوستوں سے پورا دو روپیہ۔ احباب میرٹھ و سہارنپور کو چاہیئے کہ اسکی زیادہ جلدیں خرید کر اپنے اون علاقوں میں جہاں سہارنپوری اشتہار کا زہر پھیلا ہے تقسیم کریں اور جلد اطلاع دیں کہ وہ کسقدر جلدیں خریدینگے یہ پہلا نمبر جو غالباً دو نمبروں کا مجموعہ ۶۴ صفحہ کا ہوگا۔ تقسیم کرنے والوں کے لئے پانچ نسخے فی روپیہ کے حساب سے دیا جائیگا۔ اور ایک رسالہ کی قیمت ۴۰ر ہوگی محصول بذمہ خریدار۔ اور مستقل خریداروں کے نام اگر کاوی پی ششماہی کے واسطے کیا جائیگا۔ اور جن کی درخواستیں خریداری پہلے آچکی ہیں۔ ان کو مزید درخواست کی ضرورت نہیں۔ بشرطیکہ وہ اوس عہد پر قائم ہوں۔ البتہ جو انمیں سے خریداری نہ چاہیں وہ اطلاعی کارڈ بھیجدیں تاکہ ان کے نام وی پی نہ بھیجا جائے۔ باقی سب کے نام حسب درخواست سابقہ وی پی ارسال ہوگا ٭

ہمارے دوستوں کو "احمدی" کی اشاعت بڑھانے میں تن من۔ دھن سے کوشش کرنی چاہیئے۔ اور کم از کم چھ ماہ کا چندہ تو ادا کر کے اس کا لطف بھی دیکھ لیں کہ آیا احمدی دشمنان سلسلہ احمدیہ کو "جھوٹے کے گھر تک" پہونچا کر چھوڑتا ہے یا نہیں؟ ایک روپیہ ششماہ کیواسطے کوئی بڑی بات نہیں ہے۔ اگر یہ مفید ثابت نہوا تو پھر چھ ماہ کا رسالہ پورا لے کر بند کر دیں ٭

دوستو! ہمت کرو۔ کوئی مہنگا سودا نہیں ایسا نہ ہو کہ پانسو بھی خریدار مستقل نہ ہوں۔ اگر پانسو خریدار بھی تم پورے کر دو۔ تو انشاء اللہ پھر احمدی کی ضربیں دیکھو کہ معاندین کے سروں پر کس طرح پڑتی ہیں درخواستیں خریداری ۳۱ر جنوری ۱۹۱۹ء سے قبل دفتر فاروق میں پہونچ جائیں تاکہ تعداد رسالہ معلوم ہو کہ اسیقدر رسالہ چھپوایا جائے کہ جس قدر درخواستیں ہوں۔ کیونکہ اخراجات بہت زیادہ آج کل ہو رہے ہیں کاغذ کی چوگنی قیمت ہے۔ اور چھپائی وغیرہ اخراجات بھی زیادہ ہیں۔

جن دوستوں کی درخواستیں پچھلے سال اس کے متعلق آئی ہوئی ہیں۔ اون میں بعض نے پانچ پانچ اور دس دس جلد کی خریداری لکھی ہوئی ہے۔ اسلئے ان کے نام اتنے ہی رسالہ وی پی ہونگے۔ بحساب ۵ر فی رسالہ ششماہی کا۔ اس رسالہ میں موہنگیری اور سہارنپوری اور پٹیالوی اور امرتسری وغیرہ مخالفین کے جوابات ہونگے۔ اور کوئی پولیٹیکل یا اخباری مضامین نہ ہونگے۔ سابقہ درخواستیں پچاس ہیں۔ صرف ۴۵۰ اور دے کہ پانسو پوری کر دیں ٭

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

اخبار فاروق

قادیان دارالامان ۔ ۲۳ جنوری ۱۹۱۹ء

مرزا غلام احمد موعود ابن مریم ہیں

اس امر کے ثابت کر دینے کے بعد کہ حضرت عیسیٰ فوت ہو چکے۔ اور جس طرح مشکلات اور مصائب کے وقت میں دیگر انبیاء نے کہ حضرت خاتم النبیین محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو خدا تعالےٰ نے زمین پر پناہ دی۔ اسی طرح آیت اوینہما الی ربوۃ ذات قرار و معین کے مطابق حضرت عیسیٰ اور ان کی والدہ کو بھی خدا تعالیٰ نے صلیبی آفت کے وقت پُر فضا اور آرام دہ زمین میں پناہ دی نہ کہ آسمان پر اور جسطرح دیگر انبیاء و اولیاء کو پیدا کرنے کے بعد بالآخر ان سب کو خدا نے اپنی طرف اٹھا لیا۔ اسی سنت قدیمہ کے مطابق حضرت عیسیٰ کو بھی خدا تعالےٰ نے دنیا سے اٹھا لیا۔

انسان مرکر بھی خدا کی طرف جا سکتا ہے

اور درحقیقت انسان اور خدا میں موت ایک بڑا بھاری سمندر ہے۔ خدا کی طرف اس کا جانا نہیں ہو سکتا۔ جب تک کہ پہلے اس سمندر کو عبور نہ کرے۔ چنانچہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔ وھو الذی یتوفکم باللیل ویعلم ما جرحتم بالنھار ثم یبعثکم فیہ لیقضی اجل مسمی ثم الیہ مرجعکم کہ خدا تعالیٰ رات کو تمہاری رُوح قبض کرتا اور دن کو واپس کرتا ہے۔ باوجودیکہ وہ جانتا ہے کہ تم نے کیا کیا کر توت کئے۔ اسلئے کہ اجل مسمّٰی پوری ہو۔ اسکے بعد پھر تم خدا کی طرف جاتے ہو۔ پھر فرماتا ہے :۔ قل یتوفکم ملک الموت الذی وکل بکم ثم الی ربکم ترجعون ملک الموت تمہاری رُوح قبض کرتا ہے۔ تب تم خدا کی طرف جاتے ہو اور

انا للہ وانا الیہ راجعون

انا للہ وانا الیہ راجعون جو کسی کی موت کی خبر سُننے پر پڑھا جاتا ہے۔ تو اس کا بھی یہی مطلب ہے۔ کہ جس طرح یہ شخص مرکر خدا کی طرف گیا ہے کل کو ہم نے بھی مرکر کہ اسکی طرف جانا ہے۔ زندہ اس جسم کے ساتھ اس کی طرف نہ کوئی گیا اور نہ کوئی جائیگا۔ پس حضرت عیسیٰ بھی مرکر ہی خدا کی طرف گئے ہیں۔ غرض کوئی شخص ایسا پیدا نہیں ہوا۔ جسکو آخر کار خدا نے دنیا سے اُٹھا نہ لیا ہو۔ ہاں اس قدر دلائل کے بعد ایک حق جو اور حق پسند شخص کے دل میں یہ خیال ضرور پیدا ہوتا ہے کہ مانا حضرت عیسیٰ علیہ السلام فوت ہو گئے ہیں۔

حدیث النزول

مگر حضرت نبی کریم ؐ کی صحیح حدیث کیف انتم اذا نزل فیکم ابن مریم سے تین باتوں میں سے ایک بات تو ضرور ثابت ہوتی ہے۔

(۱) نزول کا لفظ جسکے معنے اُترنے کے ہیں اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام زندہ آسمان پر ہیں۔ جبھی تو ان کا نزول ہو گا۔ اگر یہ بات خیال میں نہ لائی جاوے۔ تو دوسری بات حضرت عیسیٰ کا نام ابن مریم حدیث میں آنا طبیعت کو ضرور اس طرف لے جاتا ہے۔ کہ اگر بالفرض حضرت عیسیٰ فوت بھی ہو گئے ہوں۔ تو خدا تعالیٰ ان کو پھر زندہ کر کے مبعوث فرمائیگا تیسری بات یہ ہے کہ اگر مان لیا جائے کہ حضرت عیسیٰ فوت ہو گئے ہیں۔ اور آنیوالے ابن مریم سے کوئی اور ابن مریم مراد ہے تو بھی مرزا صاحب کا معاملہ صاف ہے کیونکہ ان کا نام غلام احمدؐ ہے۔ ابن مریم یا عیسےٰ نہیں۔ سو بفضلہ تعالیٰ میں ان خیالات کی تردید ذیل میں درج کرتا ہوں۔ امید ہے کہ طالبان صداقت اس سے فائدہ اٹھائینگے۔ پہلا وہم جس سے پیدا ہوا وہ لفظ نزول ہے۔ کہ اس کا مطلب یہ سمجھ لیا گیا ہے۔ کہ یہ لفظ اس وقت بولا جاتا ہے۔ جبکہ کوئی شخص آسمان یا اونچی جگہ سے اُترے۔ حالانکہ یہ بات صحیح نہیں کیونکہ یہی لفظ قرآن کریم میں خاص نبی کریم ؐ کے حق میں خدا تعالیٰ نے بدین الفاظ بیان فرمایا ہے۔ قد انزل اللہ الیکم ذکرا رسولا یتلوا علیکم ایات اللہ۔ کہ خدا تعالیٰ نے تمہاری طرف نصیحت کرنیوالا رسول نازل فرمایا ہے جو اللہ کی آیات تم کو سُناتا ہے۔ پھر انزل معھم الکتاب (کہ انبیاء کی معیت میں کتاب کو بھی نازل فرمایا) سے تمام انبیاء کے نزول کا پتہ لگتا ہے۔ اب ہر عقلمند جانتا ہے کہ نبی کریم آسمان سے نہیں اُترے۔ بلکہ زمین پر پیدا ہوئے اور زمین ہی پر مبعوث ہوئے ؛

لفظ نزول کی تشریح

اصل میں انبیاء کی نسبت لفظ نزول کے استعمال کرنے میں ایک حکمت ہے۔ جس سے ان کی شان نبوت ظاہر ہوتی ہے۔ وہ اپنی بعثت سے پہلے دنیا سے قطع تعلق کرتے اور ہمہ تن خدا کی طرف متوجہ ہو جاتے ہیں۔ اس زمانے کا نام عروج یا صعود ہے۔ کہ بظاہر وہ زمین پر نظر آتے ہیں۔ لیکن درحقیقت آسمانی عروج ان کو حاصل ہوتا ہے۔ گویا وہ زمینی نہیں آسمانی ہیں۔ جب وہ اس درجہ کے کمال کے اس نقطہ پر پہنچتے ہیں کہ جسطرح انہوں نے خود قرب الٰہی حاصل کیا۔ دوسرے غافل بے خبر دُور افتادگان کے لئے بھی باعث قرب الٰہی ہو سکتے ہیں۔ یعنے ان کا فیض لازمی نہیں رہتا۔ بلکہ متعدی ہو جاتا ہے۔ اسوقت وہ ارحم الراحمین رب العالمین ان کو صرف آسمانی ہی نہیں رہنے دیتا بلکہ زمین والوں کے لئے بھی ان کو اخلاق کا اعلےٰ نمونہ بناتا ہے۔ وہ نہیں چاہتے۔ کہ اس پاک ذات کے سوا کسی اور سے ان کے تعلقات ہوں۔ مگر ان کا خدا یہ چاہتا ہے۔ کہ وہ اہل دنیا سے بھی تعلقات پیدا کریں جس سے ان کے کمالات کا اظہار صرف آسمان تک ہی محدود نہیں رہتا۔ بلکہ اہل دنیا پر بھی انکشاف تام ہو

Digitized by Khilafat Library Rabwah

جاتا ہے۔ جہاں وہ اسبات کا نمونہ ہوتے ہیں کہ خدا تعالیٰ سے انسان کے کیسے تعلقات ہونے چاہیئں اہل دنیا کو پھر اسبات کا بھی سبق دیتے ہیں کہ خلق اللہ سے انسان کو کیسے تعلقات رکھنے چاہیئں۔ غرض اس وقت وہ ایک کامل نمونہ ہو کر دنیا کی ہدایت اور رہنمائی کا باعث بنتے ہیں۔ ان کے اس زمانہ کا نام نزول ہے۔ جو درحقیقت اپنے اندر ایک بڑا عروج رکھتا ہے۔ کیونکہ مدارج کے بڑھنے کے ساتھ ذمہ داریاں بڑھ جاتی ہیں۔ پہلے تو صرف اپنی ہی ان کو فکر ہوتی ہے۔ پھر ساری قوم کا بوجھ ان پر ڈالا جاتا ہے۔ پس یہ نزول اس طرح کا نہیں کہ وہ اس جسم کے ساتھ آسمان پر بیٹھے ہوئے ہیں۔ اور پھر ان کو اتارا جاتا ہے بلکہ یہ نزول اس لحاظ سے ہوتا ہے کہ ان کے تعلقات پہلے صرف آسمان سے ہوتے ہیں۔ پھر زمین والوں سے بھی ان کے تعلقات قائم کرائے جاتے ہیں تا ان کو بھی زمینی سے آسمانی آدمی بنالیں۔

حضرت نبی کریمؐ کا صعود و نزول

چنانچہ حضرت نبی کریمؐ کا ابتدائی زمانہ دیکھو کہ ان کے تمام اوقات کس طرح گوشۂ خلوت میں گذرتے۔ گویا دنیا میں تو وہ بستے ہی نہ تھے۔ اسکے بعد خدا تعالیٰ نے آپکو گوشۂ تنہائی سے باہر نکالا اور آپ کو اپنے تعلقات وسیع کرنے پڑے یعنی قل یاایھا الناس انی رسول اللہ الیکم جمیعاً کا حکم پاکر دنیا کی ہدایت کے لئے مبعوث ہوئے۔

لفظ نزول سے شان نبوۃ ظاہر ہوتی ہے۔

چونکہ آنے والے مسیح پر بھی یہ دونوں زمانے گذرنے تھے۔ اور خدا تعالیٰ نے اس کو بھی نبوت کے درجہ پر ممتاز فرمانا تھا۔ اسلئے پیشگوئی میں اسکے متعلق بھی نزول کا لفظ استعمال کیا گیا۔ اسلئے اس خیال کو جس کی تردید کی گئی ہے کچھ وقعت نہیں دی جاسکتی۔ بلکہ یہ لفظ تو آنیوالے مسیح کی شان نبوت ظاہر کرتا ہے۔

ابن مریم کی تشریح

باقی رہا۔ لفظ ابن مریم۔ تو میں کہتا ہوں۔ کیا ایک نام کے دو شخصوں کا دنیا میں موجود ہونا ناممکن ہے یا نادر الوقوع ہے اگر نہیں تو پھر ایک نام کی بنا پر کسی فوت شدہ کو زندہ کرنے کی کوشش بے فائدہ ہے۔ کیا اسوقت ایک شخص اگر کسی کا نام رستم یا لقمان سنکر یہ سمجھ بیٹھے کہ وہی فوت شدہ رستم اور لقمان زندہ ہو کر آگئے ہیں کیونکہ یہ نام تو ان ہی کے تھے تو کوئی اس کو عقلمند کہہ سکتا ہے ہرگز نہیں۔ بلکہ ہم اس کو یہی کہینگے۔ کہ ان ناموں کے یہ دو شخص اور ہیں۔ ناظرین کی تسلی کے لئے میں اس مسئلہ کو قرآن کریم اور حدیث کی رو سے اور بھی واضح کرتا ہوں۔ فوت شدہ لوگوں کی نسبت خدا تعالیٰ نے دو آیتوں میں عام قانون بیان فرمایا ہے۔

قانون عام

ثم انکم بعد ذالک لمیتون
ثم انکم یوم القیامۃ تبعثون

کہ ہم نے تم کو پیدا کیا۔ پھر مارینگے۔ پھر قیامت کو ہی دوبارہ زندہ کرینگے۔ دوسری زندگی کے لئے یہ دنیا نہیں۔ بلکہ وہ دوسرا عالم ہے۔ شاید کسی کے دل میں یہ وہم گذرے کہ اس سے تو پھر عذاب قبر سے انکار لازم آتا ہے۔ اس کو حدیث من مات فقد قامت قیامتہ۔ (کہ جو مر گیا اس کی قیامت قائم ہو گئی) پر غور کرنی چاہیئے۔ پس ایک قیامت صغریٰ ہے اور ایک قیامت کبریٰ۔ دنیوی موت کے بعد موت نہیں۔ ہاں قرآن اور حدیث میں نیند اور بے ہوشی کا ذکر آتا ہے پس قیامت کبریٰ میں نیند اور بے ہوشی سے ثم نفخ فیہ اخریٰ فاذاھم قیام ینظرون کے ماتحت کھڑا کیا جائے گا۔

(۲) اللہ یتوفی الانفس حین موتھا والتی لم تمت فی منامھا فیمسک التی قضی علیھا الموت ویرسل الاخریٰ۔ کہ خدا تعالیٰ دو وقتوں میں بندوں کی روح قبض کرتا ہے۔ ایک جبکہ وہ سوتے ہیں۔ دوسرے اسوقت جبکہ وہ مرتے ہیں۔ نیند کے وقت جو روح قبض کرلی جاتی ہے۔ اسکو تو پھر واپس دنیا میں بھیجدیا جاتا ہے۔ لیکن جو موت کے وقت قبض کی جاتی ہے اس کو خدا تعالیٰ اس عالم میں واپس آنے سے روک لیتا ہے۔ وہ اس دنیا میں واپس نہیں کی جاتی۔ اس کا قدم آگے کو ہی ہوتا ہے۔ اس عام قانون کے ماتحت حضرت عیسیٰ جب فوت ہو گئے ہیں۔ تو ان کی روح دوبارہ اس دنیا میں نہیں آسکتی۔

قانون خاص

اب وہ آیات لکھتا ہوں۔ کہ جنمیں خاص قانون بیان کیا گیا ہے۔ مرنے والے دو قسم کے لوگ ہوتے ہیں۔ مومن یا کافر۔ مومنوں کے متعلق تو فرمایا ہے۔ ماھم منھا بمخرجین۔ کہ وہ جنت میں داخل کئے جاتے ہیں۔ پھر ان کو اس جنت سے نکالا نہیں جاتا۔ باقی رہے کافر۔ سو ان کی نسبت فرمایا ومن ورائھم برزخ الیٰ یوم یبعثون کہ انکے اور دنیا کے درمیان روک ہے۔ جو بحیثیت مجموعی بعثت کے دن یعنے قیامت کبریٰ تک دور نہیں ہو سکتی۔ تا ان کی دوبارہ دنیا میں آنے کی آرزو پوری ہو۔ پس مومن تو دوبارہ دنیا میں اس لئے نہیں آسکتے۔ کہ جو جنت میں داخل کیا جاتا ہے۔ وہ پھر نکالا نہیں جاتا۔ اور کافر اس لئے کہ ان کو آخرت کے لئے سرمایہ جمع کرنے کے لئے کافی وقت دنیا میں دیا جا چکا ہے۔ پس حضرت عیسیٰ علیہ السلام جنت میں جگہ پاکر پھر دنیا دارالابتلاء میں نہیں آسکتے۔

آں راکہ حق بجنت وخلدش مقام داد
چوں برخلاف وعدہ بروں آرد از ارم

موت ایک ہی ہے

اسکے علاوہ سورہ دخان میں خدا تعالیٰ فرماتا ہے لا یذوقون فیھا الموت الا الموتۃ الاولیٰ۔ کہ جنتیوں پر موت نہیں آئے گی۔ مگر وہی ایک موت جو دنیا میں ان پر آچکی ہے۔ پس موت ایک ہی مقرر کی گئی ہے یہ کس طرح ہو سکتا ہے۔ کہ ارشاد الٰہی کے خلاف حضرت عیسیٰ فوت ہو کر پھر زندہ کئے جائیں۔ اور پھر ان پر موت وارد ہو۔ اور مسلمان ان کا جنازہ پڑھیں۔ یہی وجہ ہے کہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی وفات پر جب بعض کو

Digitized by Khilafat Library Rabwah

یہ خیال پیدا ہوا کہ حضرت نبی کریم پھر زندہ کئے جائینگے اور منافقوں کے ناک کان کاٹینگے ؛

حضرت ابوبکرؓ کی تفسیر

تب حضرت ابوبکر نے فرمایا۔ لا یجمع اللہ علیک موتتین۔ کہ یا رسول اللہ خدا تعالےٰ آپ پر دو موتیں جمع نہیں کریگا۔ جو مقررہ موت تھی وہ آپ پر آچکی ہے۔ ان سب دلائل کے علاوہ حضرت جابر کے والد کا قصہ اس مسئلہ پر کافی روشنی ڈالتا ہے۔ کیونکہ حضرت نبی کریم فرماتے ہیں کہ شہداء احد سے جنہیں کہ حضرت جابر کا باپ بھی تھا۔ خدا تعالےٰ اس قدر خوش ہوا کہ اس نے کہا۔ جو تم مانگو میں تم کو دوں گا۔ اسپر تمام شہداء نے یہ درخواست کی کہ الٰہی ہم کو پھر دنیا کی زندگی عطاء فرمانا۔ ہم پھر تیری راہ میں قتل کئے جائیں تو باوجودیکہ خدا تعالیٰ نے ان سے وعدہ کیا تھا کہ جو تم مانگو گے۔ میں تم کو دوں گا۔ مگر

تقدیر الٰہی

جواب میں فرمایا۔ سبق القول منی انھم لا یرجعون۔ کہ میرا تو یہ قانون مقرر ہو چکا ہے۔ کہ جو مرجاتا ہے۔ وہ دوبارہ دنیا میں نہیں لوٹایا جاتا۔ چونکہ تمہاری یہ درخواست ہمارے مقرر کردہ قانون کے خلاف ہے۔ اسلئے یہ منظور نہیں ہوسکتی۔ غرض جب حضرت عیسیٰ فوت ہوگئے ہیں اور قرآن اور حدیث کی رُو سے اُن کا دوبارہ دُنیا میں آنا ناممکن ہے۔ کیونکہ جو مرجائے وہ دوبارہ دنیا میں نہیں آسکتا۔ ہاں ہوسکتا ہے۔ کہ ان کا ہم نام کوئی دوسرا شخص آجائے۔

پہلا مسیح اور ہے اور آنے والا اور

مذکورہ بالا بیان سے صاف یہ نتیجہ نکلتا ہے۔ کہ پہلا مسیح اور تھا اور آنے والا اور ہے۔ اسکے علاوہ قرآنی آیت وعد اللہ الذین امنوا منکم وعملوا الصلحت لیستخلفنھم فی الارض کما استخلف الذین من قبلھم۔ ہماری اسبات کی کافی تائید کرتی ہے کہ پہلا مسیح اور ہے اور آنے والا اور۔ کیونکہ لفظ کما مماثلت اور مشابہت کے لئے آتا ہے۔ اور ظاہر ہے کہ مشبہ اور مشبہ بہ دو الگ الگ وجود ہوتے ہیں۔ پس جب خدا تعالیٰ مومنوں سے یہ وعدہ فرماتا ہے۔ کہ میں ان میں پہلوں کی مانند خلفاء پیدا کروں گا۔ تو حضرت عیسیٰ اس اُمت میں کس طرح خلیفہ ہوسکتے ہیں۔ کیونکہ وہ تو موسیٰ کی اُمت کے ایک خلیفہ ہیں۔ بلکہ وعدہ الٰہی کے مطابق ان جیسا کوئی خلیفہ اس اُمت میں ہونا چاہئے نہ کہ بذات خود ان کو ہی اس امت کا بھی خلیفہ بنایا جائے ؛

تیسری دلیل

جس سے کہ یہ ثابت ہوتا ہے کہ آنے والا شخص مسیح موسوی نہیں بلکہ وہ کوئی دوسرا ہے۔ وہ نبی کریم کی حلیتین والی حدیث ہے۔ جسکو مسلم اور بخاری دونوں نے اپنی صحیحین میں درج فرمایا ہے۔ کیونکہ مسیح موسوی جسکو حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے معراج کی رات فوت شدہ انبیاء کی جماعت میں حضرت یحییٰؑ کے پاس دیکھا۔ اس کا حلیہ سُرخ رنگ گھنگرالے بال بیان فرمایا ہے۔ اور دوسرا مسیح جس نے دجال سے مقابلہ کرنا ہے۔ اس کا حلیہ یہ بیان فرمایا ہے کہ اس کا رنگ گندمی ہے۔ اور گھنگرالے بال نہیں بلکہ سیدھے ہیں۔

تیسری بات کا جواب

اب رہی تیسری کہ اگر یہ مان لیا جائے۔ کہ حضرت عیسیٰ فوت ہوگئے ہیں۔ اور آنیوالا عیسےٰ اور ابن مریم کوئی دوسرا شخص ہے۔ تو پھر بھی مرزا صاحب کا معاملہ صاف ہے۔ کیونکہ ان کا نام عیسےٰ یا ابن مریم نہیں بلکہ غلام احمدؐ ہے۔ اول تو غیر احمدی صاحبان کو یہ حق ہی نہیں پہنچتا کہ حضرت مرزا صاحب پر یہ سوال کریں۔ کیونکہ قرآن کریم میں آتا ہے۔ کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے پیشگوئی بیان فرمائی کہ میرے بعد ایک رسول آئے گا۔ جس کا نام احمدؐ ہوگا۔ اب غیر احمدی صاحبان اس پیشگوئی کا مصداق حضرت نبی کریم کو قرار دیتے ہیں ؛

نبی کریمؐ کا ذاتی نام محمدؐ تھا نہ کہ احمدؐ

حالانکہ آپ کا نام احمدؐ نہیں بلکہ محمدؐ ہے۔ قرآن کریم میں جہاں آپ کا ذکر آتا ہے محمد کے نام سے ہی آتا ہے۔ کلمہ توحید۔ کلمہ شہادت اور درود شریف کو دیکھو۔ تو اس میں آپ کا نام محمدؐ ہے آپ کی انگشتری پر اگر کوئی نام کندہ تھا تو وہ محمدؐ ہی تھا۔ حتےٰ کہ صحیح مسلم میں آتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرے گھر والوں نے میرا نام محمد ہی رکھا ہے تو کس صفائی کے ساتھ وہی اعتراض جو وہ حضرت مرزا صاحب پر کرتے ہیں۔ خود ان پر پڑتا ہے۔ غیر احمدی صاحبان کے پاس سوائے اسکے کہ وہ یہ کہیں خدا تعالےٰ نے آنحضرتؐ کا نام احمدؐ رکھا ہے۔ اور کوئی جواب نہیں ہوسکتا۔ پس جس خدا نے آنحضرتؐ کا نام احمدؐ رکھا اُسی نے حضرت مرزا صاحب کا نام عیسیٰ اور ابن مریم رکھا۔

اُصول کی بات

اور پھر کیا یہ تمہارے اُصول کی بات نہیں یستعار لعالم فقیہ متقی لفظ ابی حنیفۃ۔ کہ استعارے کے طور پر ایک متقی فقیہ عالم کو ابی حنیفہ کہہ سکتے ہیں۔ تو کیا خدا تعالیٰ کو یہ حق نہیں پہونچتا کہ وہ کسی کا نام ابن مریم یا عیسےٰ رکھے۔

اگرچہ ایک طالب حق کے لئے اتنی بات ہی کافی ہوسکتی ہے۔ لیکن میں ناظرین کے اطمینان کے لئے قرآن کریم سے اسبات کا ثبوت دیتا ہوں کہ آنیوالے شخص کا ذاتی نام عیسےٰ اور ابن مریم نہیں۔ بلکہ بعض مشابہتوں کی وجہ سے اس کا نام ابن مریم رکھا گیا ہے۔ چنانچہ سورہ تحریم میں خدا تعالےٰ نے چند مثالیں بطور پیشگوئی بیان فرمائی ہیں۔ جن سے یہ مسئلہ بخوبی واضح ہو جاتا ہے۔

مثال اوّل

ضرب اللہ مثلا للذین کفروا امرئۃ نوح وامرئۃ لوط کانتا تحت عبدین من عبادنا صالحین فخانتاھما فلم یغنیا عنھما من اللہ شیئا وقیل ادخلا النار مع الداخلین

خدا تعالےٰ کافروں کی مثال بیان فرماتا ہے کہ وہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

نوحؑ اور لوطؑ کی بیوی جیسے ہیں۔ کیونکہ وہ دونوں ہمارے فرمانبردار بندوں کے ماتحت تھیں۔ لیکن انہوں نے ان کی حکم عدولی اور نافرمانی کی۔ ان کا انجام یہ ہوا کہ وہ عذاب الٰہی میں گرفتار ہوئیں۔ اور کوئی ان کو ذرہ بھی نفع نہ پہنچا سکا۔ اور اس بدانجامی کے ساتھ جہنم میں ڈالی گئیں۔

اس آیت میں خدا تعالیٰ نے ان لوگوں کو جو نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم پر ایمان نہیں لائے۔ اور آپ کی نبوت سے انکار کر دیا۔ نوحؑ اور لوطؑ کی بیوی سے مشابہت دی۔

مثال سے مطلب واضح ہوتا ہے

کیونکہ مثال ہمیشہ مطلب کے واضح کرنے کے لئے بیان کی جاتی ہے۔ اس سے مطلب اس وقت تک واضح نہیں ہو سکتا۔ جبتک کہ ممثل اور ممثل بہ میں مماثلت اور مشابہت نہ ہو چنانچہ اس آیت میں جو کفار کو مثالی طور پر نوح اور لوط کی بیوی کا نام دیا گیا تو وہ اسی لئے کہ طرفین میں مشابہت ہے۔ کفار کی حالت اور انجام کو واضح کرنے کے لئے خدا تعالیٰ نے نوحؑ اور لوطؑ کی بیوی کی حالت کو واضح کر دیا ہے تا ہر عقلمند سمجھ جائے کہ رسول کریم کے نہ ماننے والوں کا کیا انجام ہوگا۔ اور درحقیقت مخالفین کے حق میں یہ ایک عظیم الشان پیشگوئی تھی۔ جسے خدا نے پورا کر کے اسلام کی صداقت پر مہر لگا دی ہے۔

کفار کے حق میں پیشگوئی

گویا کفار کو یہ بتلایا ہے کہ دیکھو ہم نے ان دونوں عورتوں کے گھروں میں چراغ نبوت روشن کیا۔ اور ان کے صحنوں میں چشمہ فیض و معرفت جاری کیا تھا۔ اگر چاہتیں تو وہ ان کے ذریعے ظلمتوں اور تاریکیوں سے نکل سکتی تھیں۔ لیکن ان بدقسمتوں نے ان سے کچھ فائدہ حاصل نہ کیا۔ اور محروم کی محروم رہ گئیں۔ اور دنیا و آخرت دونوں کے عذاب میں گرفتار ہو گئیں۔ اسی طرح تمہارے گھروں کو بھی ہم نے چراغ نبوت حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم سے روشن کیا ہے۔ انہیں کھولو اور اس نور سے فائدہ حاصل کرو۔ ورنہ یاد رکھو کہ تمہارا بھی وہی حال ہوگا۔ جو نوحؑ اور لوطؑ کی بیوی کا ہوا۔ اور دنیا میں ہی اپنی ناکامی اور نامرادی کا منہ دیکھ کر تباہ و برباد ہو جاؤ گے۔ اور کوئی تم کو ذرہ نفع نہیں پہنچا سکیگا چنانچہ جو انجام ان کا ہوا۔ وہ کسی اہل علم سے مخفی نہیں۔

دوسری مثال

اب دوسری مثال میں وہ لوگ جو نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم پر ایمان لائے۔ ان کی کامیابی اور کامرانی کی پیشگوئی فرماتا ہے جس رنگ میں کہ مثال اول مخالفین کے حق میں ناکامی اور نامرادی کی پیشگوئی فرمائی تھی۔ لیکن چونکہ مومنین کے دو حصے ہیں۔ اور دونوں کے حالات مختلف ہیں اسلئے ان کی الگ الگ مثالیں بیان فرمائی ہیں۔

مومنین کی پہلی مثال

وضرب اللہ مثلا للذین امنوا امرۃ فرعون اذ قالت رب ابن لی عندک بیتا فی الجنۃ ونجنی من فرعون و عملہ ونجنی من القوم الظلمین۔

ترجمہ۔ بیان کرتا ہے اللہ تعالیٰ مثال مومنوں کی کہ گویا وہ فرعون کی بیوی آسیہ ہیں کہ اس نے خدا کے حضور دعا کی کہ اے میرے رب میرا گھر جنت میں بنا اور فرعون سے اور اس کی بداعمالیوں سے مجھے نجات بخش۔ بلکہ اس ساری ظالم قوم سے میرا پیچھا چھوڑا یعنے آسیہ نوحؑ اور لوطؑ کی بیوی کی طرح نافرمان نہ تھی بلکہ وہ حضرت موسیٰؑ پر ایمان لائی تھی۔ لیکن چونکہ اس کا شوہر فرعون خدا سے غافل اور حق کا مخالف تھا اسلئے اسکے گھر میں رہ کر اور اسکے خاندان سے تعلق رکھ کر اعمال صالحہ کے بجالانے میں اس کو دقت پیش آتی تھی۔ اس لئے اس نے اور اسکی قوم سے تنگ آکر خدا تعالیٰ کے حضور اس نے دعا کی کہ الٰہی تو مجھے انکے پنجے سے چھوڑا۔ تا میں آزادی سے تیری اور تیرے رسول کی اطاعت کر کے تیرے جنت کی وارث بنوں۔ چنانچہ خدا تعالیٰ نے فرعون اور اسکی قوم کو غرق کر کے آسیہ کا پیچھا چھوڑایا۔

مومنین کی کامیابی کی پیشگوئی۔

مومنین کے ایک حصے کا نام مثالی طور پر آسیہ اسلئے رکھا۔ کہ وہ بھی اس کی طرح خدا کے نبی حضرت محمد مصطفےٰ پر ایمان لائے تھے اور فرعون اور فرعون کی قوم ایسی ظالم قوم کے ظلم و ستم کے نیچے دبے ہوئے خدا سے نجات کے خواہاں تھے اور ان کی بھی فرعون کی بیوی کیطرح خدا کے حضور یہ فریاد تھی۔ ربنا اخرجنا من ھذہ القریۃ الظالم اھلھا واجعل لنا من لدنک ولیا واجعل لنا من لدنک نصیرا کہ الٰہی غریب سے ہماری مدد فرما۔ اور اس ظالم قوم کے پنجے سے ہمیں رہائی بخش۔ یہ مومنین تھے۔ جو کم استطاعت ہونے کی وجہ سے نبی کریم کے ساتھ ہجرت نہیں کر سکے تھے۔ اور مجبوراً مکے میں رہ کر ان موذیوں کے ہاتھ سے طرح طرح کے ایذا اٹھاتے تھے۔ سو خدا تعالیٰ نے ان کا نام آسیہ رکھ کر یہ بتایا کہ جس طرح میں نے آسیہ کی دعا کو قبولیت کا شرف بخشا۔ اور فرعون اور فرعون کی قوم کو ہلاک کر کے ان کو نجات بخشی تھی۔ اسیطرح اب میں ان کی بھی فریاد رسی کروں گا۔ اور ان ظالموں کو ہلاک کر کے ان مظلوموں کو انکے پنجے سے آزاد کرونگا کیونکہ آسیہ کی طرح یہ بھی خدا کے ایک نبی پر ایمان لانے کی وجہ سے ایسے شدید دکھ اور مصیبتیں اٹھا رہے ہیں۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔

مومنین کے دوسرے حصے کی مثال

ومریم ابنت عمران التی احصنت فرجھا فنفخنا فیہ من روحنا وصدقت بکلمات ربھا و کتبہ وکانت من القنتین۔ ترجمہ۔ بیان کرتا ہے اللہ تعالیٰ مثال مومنین کی۔ کہ گویا وہ مریم ہیں۔ جس نے اپنی شرمگاہ کی حفاظت کی۔ پس ہم اس میں بھی نفخ روح کرینگے۔ کیونکہ مریم کلمۃ اللہ حضرت مسیح اور ان کی وحی پر جو خدا تعالیٰ کے پاک کلمات تھے۔ اور اسکی دوسری کتابوں پر ایمان لائی تھی۔ اور وہ بڑی فرمانبردار تھی

Digitized by Khilafat Library Rabwah

پہلی مثال میں تو ان عورتوں کا ذکر کیا۔ جو خود بدعمل نہیں۔ لیکن جن کے وہ ماتحت کیگئی تھیں۔ وہ بڑے پارسا اور خدا کے نبی تھے۔ اور دوسری مثال میں اس عورت کا ذکر کیا۔ جو خود بڑی پارسا تھی۔ لیکن جس کے وہ ماتحت تھی وہ برا شخص تھا۔ اب اس تیسری مثال میں اس عورت کا ذکر کیا ہے۔ جو خود بھی بڑی متقیہ اور پرہیزگار تھی اور جو اس کا متکفل تھا۔ وہ بھی بڑا متقی بلکہ خدا کا نبی تھا۔ جیسا کہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔ وکفلہا زکریا (عمران رکوع ۴) اسلئے فرعون کی بیوی کی طرح اس کو احکام الٰہی کے بجالانے میں دقتیں پیش نہ آتی تھیں بلکہ حضرت زکریا کا نمونہ اس کی نیکی میں اور اضافہ کرتا تھا۔ پس حضرت مریم سے خدا تعالیٰ نے اس جگہ مومنین کو مشابہت دی ہے۔ جو حضرت مریم کی طرح خدا کے ایک برگزیدہ نبی کی کفالت میں تھے۔ اور اس کا پاک نمونہ ان کی نیکیوں میں بہت بڑا اضافہ کرتا تھا۔ آسیہ کی طرح احکام الٰہی کی بجاآوری میں ان کو دقتیں اور مشکلات پیش نہیں آتی تھیں۔ غرض یہ وہ لوگ ہیں۔ جو مدینے میں ہجرت کر آئے تھے اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زیر سایہ زندگی بسر کرتے تھے۔ ان صحابہ کو حضرت مریم سے صرف یہی مشابہت نہیں کہ جس کی بناء پر ان کو مریم کہا گیا ہے۔ بلکہ اسلئے بھی ان کو خدا تعالیٰ نے ان سے مشابہت دی ہے۔

پیشگوئی کہ جس طرح حضرت مریم باوجودیکہ نہایت صالحہ عورت تھیں۔ لیکن ان پر بڑے الزام لگائے گئے۔ اور ان کی اپنی ہی قوم بنی اسرائیل کی طرف سے لگائے گئے۔ (جسکی وجہ سے وہ قوم خدا کی لعنت کی مورد بنی۔ جیسا کہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے علی مریم بھتانا عظیما۔ کہ ان یہودیوں پر اس لئے بھی ہم نے لعنت کی کہ انہوں نے ناحق ایک صالحہ عورت پر بہتان باندھا (پارہ ۶ رکوع ۲۶)

اسیطرح صحابہ پر بھی باوجود ان کے تقویٰ اور طہارت کے الزام لگائے جائینگے۔ اور ان کی اپنی ہی قوم مسلمانوں کی طرف سے لگائے جائینگے۔ چنانچہ پیشگوئی کے مطابق شیعہ قوم مسلمانوں میں ایسی پیدا ہوگئی۔ جو صحابہ کو متہم کرتی ہے۔

بشارت لیکن صحابہ کا نام مریم رکھنے میں ان کو یہ بشارت بھی دے دی گئی کہ جس طرح حضرت مریم کو خدا تعالیٰ نے وعدہ ان اللہ اصطفٰک وطہرک واصطفٰک علٰی نساء العٰلمین کے مطابق تمام الزامات سے بری کرکے دنیا میں ایک پاکیزہ اور برگزیدہ عورت ثابت کیا۔ اسی طرح خدا تعالیٰ صحابہ کو بھی الزامات سے بری کرکے دنیا میں ایک پاکیزہ اور برگزیدہ جماعت ثابت کردیگا۔ چنانچہ رضی اللہ عنہم ورضوا عنہ کا خطاب جو خدا تعالیٰ سے ان کو ملا ہے۔ دنیا میں اس کو کوئی مٹا نہیں سکتا۔ اگر ان سے کچھ کمزوریاں بشریت کے تقاضا سے ہو بھی گئی تھیں۔ تو خدا تعالیٰ نے قرآن مجید میں فرماتا ہے۔ فالذین ہاجروا واخرجوا من دیارہم واوذوا فی سبیلی وقاتلوا وقتلوا لاکفرن عنہم سیئاتہم ولادخلنہم جنٰت تجری من تحتہا الانہار کہ میں نے ان کی تمام کمزوریاں اور لغزشیں معاف کر دیں۔ اور ان کو جنات کا وارث بناؤں گا۔ حضرت آدم سے بھی غلطی ہوئی۔ مگر کیا ہم ان کی اس غلطی کو پکڑ کر ان کو برا کہہ سکتے ہیں۔ ہرگز نہیں۔ کیونکہ خدا تعالیٰ نے ان کو معاف کر دیا ہے۔ اسی طرح صحابہ کی لغزشیں جب خدا تعالیٰ نے معاف کردیں تو دوسرا مواخذہ کرنیوالا کون ہو سکتا ہے۔

ابن مریم کی پیشگوئی اب سوال ہوتا ہے کہ اگر صحابہؓ کو حضرت مریم سے مشابہت ہے۔ تو حضرت مریم میں تو نفخ روح بھی کی گئی تھی۔ جسکے نتیجہ میں انکے ہاں عیسیٰ ابن مریم پیدا ہوئے۔ کیا وہ تمام مومنین جن کو حضرت مریم سے مشابہت دیگئی ہے۔ ان سب میں بھی نفخ روح کی جائیگی۔ تا ان کے ہاں بھی ابن مریم اور عیسےٰ پیدا ہوں۔ تو اس کا جواب اس تیسری مثال میں خدا تعالیٰ نے یہ دیا ہے۔ فنفخنا فیہ من روحنا کہ مریم کا مرتبہ پانیوالے تو مومنین بہت ہونگے۔ لیکن نفخ روح صرف ایک میں کیا جائیگا۔ کیونکہ حضرت مریم سے ضرب اللہ مثلا للذین اٰمنوا میں بحیثیت مجموعی اکثر افراد مومنین کو مشابہت دی ہے۔ لیکن نفخ روح کے وقت فیہ میں ضمیر واحد کی رکھ کر یہ بتایا ہے۔ کہ ابن مریم صرف ایک کے ہاں ہوگا۔ ورنہ فنفخنا فیہم فرماتا۔

فنفخنا فیہ سے مراد مریم نہیں بلکہ مثیل مریم ہے۔

اور یہ خیال کہ فنفخنا فیہ من روحنا سے مراد حضرت مریم ہیں صحیح نہیں۔ کیونکہ یہاں ضمیر مذکر کی ہے۔ مونث کی نہیں چنانچہ جہاں پر حضرت مریم مراد لی گئی ہیں۔ وہاں پر خدا تعالیٰ نے ضمیر مونث کی رکھی ہے۔ والتی احصنت فرجہا فنفخنا فیہا من روحنا (پارہ ۱۷ رکوع ۶)

سوال اب سوال یہ ہوتا ہے کہ حضرت مریم میں جو نفخ روح کی گئی تھی وہ تو خود عیسیٰ نہیں بن گئی تھیں۔ بلکہ ان کا لڑکا عیسےٰ نبی اللہ ہوا۔ کیا جس شخص کا نام اس امت میں مریم رکھا گیا ہے۔ اور اس میں نفخ روح ہونی ہے۔ اس کے ہاں بھی حضرت مریم کی طرح لڑکا عیسےٰ نبی اللہ پیدا ہوگا یا وہ خود ہی عیسیٰ بن جائیگا۔

جواب اس کا جواب یہ ہے کہ وہی شخص مریم کے درجہ سے ترقی کرکے ابن مریم کا مرتبہ پائیگا۔ (اور ممکن ہے کہ اسکے ہاں لڑکا بھی مسیحی نفس پیدا ہو۔ کیونکہ خدا تعالیٰ نے اس امت کی شان میں فرمایا ہے کنتم خیر امۃ۔ اس طرح محمدی مریم کا بھی قدم آگے بڑھا رہے) اور اسمیں یہ حکمت ہے کہ نبی کا کام اصلاح خلق ہے۔ اور اصلاح کا کام خدا تعالیٰ نے مردوں کے سپرد کیا ہے۔ جیسا کہ فرماتا ہے۔ الرجال قوامون علی النساء۔ کہ عورتوں پر مردوں کو یہ سبقت حاصل ہے کہ یہ مقوم اور مصلح بنائے گئے ہیں۔

موسوی مریم چونکہ موسوی مریم عورت تھی وہ خود

Digitized by Khilafat Library Rabwah

صلح نہیں بن سکتی تھی۔ کہ اس میں کئی طرح کی قباحتیں تھیں اس لئے خدا تعالےٰ نے اس کو بیٹا نبی عطار فرمایا۔ جس نے اصلاح کا کام کیا۔

محمدی مریم

لیکن محمدی مریم مردوں میں سے ایک فرد ہے اور مرد مصلح بن سکتا ہے۔ اس لئے اسی کو مریم سے ترقی دے کر ابن مریم کا مرتبہ دیا گیا۔ آنیوالے شخص کا ذاتی نام عیسےٰ یا اس کی والدہ کا ذاتی نام مریم نہیں ہونا تھا۔ بلکہ جس طرح وہ روحانی طور پر مریم ہے۔ روحانی طور پر ہی ابن مریم ہوا پس اس کا نام قرآن اور حدیث میں بطور استعارہ بعض مشابہتوں کی وجہ سے ابن مریم رکھا گیا ہے۔ چنانچہ مرزا صاحب فرماتے ہیں ؎

چوں مرا نورے پئے قوم مسیحی دادہ اند
مصلحت را ابن مریم نام من بنہادہ اند

انشاء اللہ دوسرے نمبر میں وہ مشابہتیں بمعہ تفسیر حدیث النزول درج کرونگا ✤ (حافظ جمال احمد قادیان)

خواتین ہند کے نام

علیا حضرت ملکہ معظمہ کا پیغام گرامی

کچھ عرصہ ہوا میں نے سلطنت برطانیہ کی خواتین کے نام ایک پیغام بھیجا تھا۔ جس میں شکریہ اور امید کا اظہار تھا۔ اب میں اسی سلسلہ میں خواتین ہند کے نام ایک خاص پیغام بھیجتی ہوں۔ میرے الفاظ گو مختصر اور سادہ ہیں۔ لیکن دل سے نکلے ہوئے ہیں۔

میں جانتی ہوں کہ اپنے ملک کے قدیم رسوم و رواج کے مطابق جن کا احترام ان کے لئے لازم ہے۔ خواتین ہند بیرونی اور صنعتی کاموں میں حصہ نہیں لے سکتیں۔ جس طرح کہ دیگر حصص سلطنت میں ان کی بہنوں نے ایسے وقت میں اپنے گھروں کے اداس گوشوں میں حصہ لیا تھا۔ جبکہ وطن کی حفاظت کے لئے ان کے بہادر مرد میدان جنگ کو چلے گئے تھے۔ ہندوستان کی عورتوں کو جدائی کی تلخی اور مصیبت برداشت کرنی پڑی ہے۔ اور انہوں نے اپنے دور افتادہ رشتہ داروں کی خبر نہ پاکر اور واقعات جنگ سے ناواقف رہ کر فکر و غم کے دن اور مہینے گذارے ہیں۔ شدت جنگ کے دوران میں ان کی قوت برداشت کے متعلق مختلف اطراف سے مجھ تک ایسی خبریں پہنچی ہیں۔ جنھوں نے میرے دل کو جذبات شکر و تحسین سے بھر دیا ہے ان میں سے اکثر خواتین نے اس سے بھی زیادہ کر دکھایا ہے۔ چنانچہ مجھے ایسے خطوط کی اطلاع ملی ہے جنمیں ہندوستانی خواتین نے میدان جنگ پر گئے ہوئے شوہروں۔ بھائیوں اور بیٹوں کو تاکید سے لکھا ہے کہ جنگ میں بہادری کا ثبوت دیں۔ مصیبت سے ہراساں نہ ہوں۔ اور ملک اور بادشاہ کی وفاداری میں زندگی کو قربان کرنے میں بھی دریغ نہ کریں ✤

تواریخ ہند کے صفحے عہد گذشتہ کی مستورات کی جانبازی اور شجاعت کے کارناموں سے پُر ہیں۔ اور اس جنگ نے ثابت کر دیا ہے۔ کہ یہ جذبہ ابھی تک بدستور ہندوستانی میں قائم ہے۔ خواتین ہند ہمدردی و خیرات کے لئے بھی شہرہ آفاق ہیں۔ اور میں اس حقیقت سے لاعلم نہیں ہوں کہ وہ اس بربادی سے بغایت متاثر ہوئی ہیں۔ جو جنگ کے تباہ کن ہاتھوں نے بہت سے گھروں میں برپا کی ہے۔ زخمیوں اور بیماروں کی امداد کرنے اور اپنے غریب ہمسائیوں کی مصیبت میں ان کا ہاتھ بٹانے میں وہ ہمیشہ مستعد رہی ہیں ✤

مجھے اس بات سے مسرت حاصل ہوتی ہے کہ خواتین ہند کی ترقی و بہبودی کے لئے بہت سے حالات رونما ہو گئے ہیں۔ اور میں ہر تجویز کو انتہائی دلچسپی اور ہمدردی کے ساتھ دیکھتی ہوں۔ جس کا یہ مقصد ہو کہ تعلیم و تربیت حاصل کرنے میں ان کو زیادہ آسانی حاصل ہو۔ یا شفاخانوں یا ان کے گھروں میں انکو عورتوں کے ذریعہ ہی مناسب طبی امداد ملے یا انکے مفاد و عمل کا دائرہ وسیع تر ہو۔ اور انکو قانون کی مناسب حفاظت میسر آئے ✤ (ح)

گیہوں کی قیمت

لائلپور کی منڈی میں گیہوں کا نرخ ابھی تک گرا ہے۔ یعنی گیہوں کا بھاؤ چھ روپے چھ آنہ سے لے کر چھ روپے بارہ آنہ تک فی من ہے۔ آٹے کے کارخانوں کے لئے اسی قیمت پر گیہوں خریدی جا رہی ہے۔ موسم سرما میں بارش نہ ہونے سے گیہوں کی ایستادہ فصلوں کو نقصان پہنچنے کا احتمال ہے۔ اور اسی وجہ سے موجودہ ذخائر گندم منڈی میں نہیں لائے جاتے۔ ناجائز منافع اور سٹہ بازی ابھی تک قطعاً بند نہیں ہوئی اور غربا میں ناجائز فائدہ اٹھانیوالوں کے خلاف بہت سخت ناراضگی پیدا ہو رہی ہے۔ اغلب ہے کہ گورنمنٹ زیر قانون تحفظ ہند اپنے اختیارات پر عمل پیرا ہو۔ اور ناجائز منافعت کے متعلق سٹہ بازوں کی توقعات ناکام رہیں۔ ہندوستان میں اجناس خوردنی کی قلت نہیں ہے اور نہ قحط کا احتمال ہے۔ گو اجناس کی گرانی نے غریب لوگوں کے لئے قحط کی سی حالت برپا کر دی ہے۔ اب ابتداء گرانی کے لئے آسٹریلیا سے گندم روانہ ہو چکی ہے گورنمنٹ برطانیہ نے کثیر مقدار میں گندم مہیا کی ہے بلکہ اس کے کرایہ میں بھی تخفیف کر دی ہے۔ توقع ہے کہ آسٹریلیا کی گندم میں آٹے کے کارخانوں کے لئے ساڑھے چھ روپیہ فی من کے حساب سے یعنی لائلپور کے موجودہ نرخ سے کم قیمت پر مہیا کی جائیگی۔ کلکتہ کے نرخ سے اس کا بھاؤ بارہ آنہ فی من کم ہوگا چونکہ لاکھوں من گیہوں آ رہی ہے۔ اس لئے عنقریب اسکے پہنچتے ہی نرخ میں نمایاں فرق پڑ جائیگا۔ نہ صرف پنجاب کی گندم کے لئے کوئی مطالبہ نہیں رہیگا بلکہ اس کی قیمت بھی گر جائیگی اس سے پہلے موقعہ پر جب آسٹریلیا سے گندم منگائی گئی تھی تو اس کا پہلا جہاز پہنچتے ہی منڈی میں انقلاب پیدا ہو گیا تھا امید ہے کہ عنقریب وہی امید افزا صورت حالات پھر پیدا ہو جب ہم یہ دیکھتے ہیں کہ غالباً آئندہ سال یورپ میں برآمد

(ح) ✤ گیہوں کی موجودہ گرانی اور گیہوں کی موجودہ گرانی میں بہت فرق ہے۔ گندم باکثر نہ ہونے کی وجہ سے گیہوں کی گرانی ہے۔ گندم کی موجودہ گرانی ذخیرہ اندوزی کی وجہ سے ہے۔